Al-Azhār

Volume 12, Issue 01 (Jan-June, 2026)
ISSN (Print): 2519-6707

Issue: https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/25
URL:https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/572
Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.18779878

Title The principle "Necessities Permit Prohibitions" in the Light of Maqāṣid al-Sharīʿah

Author (s): Dr.Saira Taiba ,Dr.Razia Shabana Abdul Majid

Received on: 26 Nov, 2025
Accepted on: 27 December, 2025
Published on: 20 Feb, 2026

Citation: "Dr.Saira Taiba ,Dr.Razia Shabana Abdul Majid"The principle Necessities Permit Prohibitions" in the Light of Maqāṣid al-Sharīʿah."."vol.12, Issue No.1 (2025)P:1-12

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

قاعدہ"الضرورات تبیح المحظورات"مقاصدِ شریعت کی روشنی میں

The principle "Necessities Permit Prohibitions" in the Light of Maqāṣid al-Sharīʿah

***Dr. Saira Taiba**
****Dr. Razia Shabana**
*****Abdul Majid**

Abstract:

This study examines the Islamic legal maxim "al-ḍarūrāt tubīḥ al-maḥẓūrāt" (necessities permit prohibitions) within the framework of Maqāṣid al-Sharīʿah (the higher objectives of Islamic law). The maxim represents one of the most important foundational principles in Islamic jurisprudence, allowing certain prohibited matters to become permissible when genuine necessity arises.

The research highlights how this rule is rooted in the Qur'an and Sunnah and reflects the mercy, flexibility, and realism of Islamic law in addressing human hardship. It also explores the conditions and limitations of applying necessity, ensuring that such permissions remain temporary and proportionate to the level of need.

Furthermore, the study analyzes the relationship between this maxim and the preservation of essential objectives of Shariah, such as the protection of life, religion, intellect, lineage, and property. The paper concludes that this principle plays a crucial role in resolving contemporary issues and legal challenges, provided it is applied responsibly within the boundaries of Islamic jurisprudence.

Keywords: *Islamic legal maxims, Necessity, Maqāṣid al-Sharīʿah, Prohibitions, Islamic jurisprudence, Contemporary issues*

اسلامی فقہی قاعدہ"الضرورات تبیح المحظورات "(ضرورتیں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں)کا مطالعہ مقاصد شریعت کے تناظر میں پیش کرتی ہے۔یہ قاعدہ اسلامی قانون کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے، جس کے تحت حقیقی مجبوری اور شدید ضرورت کے وقت بعض ممنوع امور کو وقتی طور پر جائز قرار دیا جاتا ہے۔

*Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakaria University Multan. mail
**Associate Professor, institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakaria University Multan.(Correspondence Author)
***Assistant Professor Government Graduate college Burewala Dist.Vehari

اس تحقیق میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ اصول قرآن و سنت سے ماخوذ ہے اور شریعت اسلامیہ کی رحمت، آسانی اور انسانی ضرورتوں کے مطابق لچک کو ظاہر کرتا ہے۔ نیز اس قاعدے کے اطلاق کے لیے ضروری شرائط اور حدود کا بیان بھی کیا گیا ہے تاکہ ضرورت کے نام پر ناجائز سہولت پیدا نہ ہو بلکہ اجازت صرف ضرورت کی حد تک محدود رہے۔

مزید برآں، اس تحقیق میں قاعدۂ ضرورت کا تعلق مقاصد شریعت کے بنیادی مقاصد سے جوڑا گیا ہے، جیسے جان، دین، عقل، نسل اور مال کی حفاظت۔ تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ قاعدہ عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کے حل میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے، بشرطیکہ اسے فقہی اصولوں کی روشنی میں ذمہ داری کے ساتھ نافذ کیا جائے۔

الفاظِ کلیدی: فقہی قواعد، ضرورت، مقاصدِ شریعت، ممنوعات، اسلامی فقہ، عصری مسائل

تمہید

اسلامی شریعت ایک جامع اور متوازن نظامِ حیات ہے جو انسانی فطرت، کمزوری اور حالات کے تقاضوں کو مد نظر رکھ کر احکام مرتب کرتی ہے۔ شریعت اسلامیہ کی ایک نمایاں خصوصیت آسانی اور رفع حرج ہے، جس کا مقصد انسان کو ناقابل برداشت مشقت سے بچانا ہے۔ اسی اصول کے تحت فقہ اسلامی میں بعض کلی قواعد وضع کیے گئے، جو مختلف فروعی مسائل میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ ان میں ایک نہایت اہم قاعدہ:

الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَات[1]

یعنی ضرورتیں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں۔ یہ قاعدہ اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ شریعت انسانی جان اور بقا کو فوقیت دیتی ہے، تاہم یہ اجازت مطلق نہیں بلکہ شرائط و حدود کے ساتھ مشروط ہے۔

فقہی قواعد کا مفہوم اور اہمیت

فقہی قواعد وہ کلی اصول ہیں جو متعدد جزوی مسائل پر منطبق ہوتے ہیں اور شریعت کے مزاج کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ امام زرکشی کے مطابق فقہی قواعد ایسے اصول ہیں جو عمومی فقہی احکام کو اپنے اندر سموئے ہوتے ہیں[2] ان قواعد کی بدولت فقہ میں یکسانیت، توازن اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔

قاعدۂ ضرورت ان ہی قواعد میں سے ہے جس کا تعلق براہِ راست انسانی جان، دین اور شدید ضرر کے ازالے سے ہے، اسی لیے اسے فقہ اسلامی میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

قاعدۂ ضرورت کی لغوی و اصطلاحی تعریف

لغوی اعتبار سے ضرورت ایسی شدید حاجت کو کہتے ہیں جس کے بغیر گزارا ممکن نہ ہو[3]۔ اصطلاحی طور پر فقہاء ضرورت کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ وہ حالت جس میں ممنوع چیز سے اجتناب انسان کو ہلاکت یا شدید نقصان میں مبتلا کر دے[4]۔ یہ تعریف واضح کرتی ہے کہ ہر مشکل یا تنگی ضرورت کے درجے میں نہیں آتی، بلکہ ضرورت وہی ہے جو بقا سے متعلق ہو۔

قاعدۂ "الضرورات تبیح المحظورات" کا مفہوم

اس قاعدے کا مطلب یہ نہیں کہ حرام مستقل طور پر حلال ہو جاتا ہے، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شدید مجبوری کے وقت حرام چیز عارضی طور پر اور صرف ضرورت کی حد تک جائز ہو جاتی ہے۔ جیسے ہی ضرورت ختم ہو جائے، اصل حکم دوبارہ نافذ ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم سے قاعدۂ ضرورت کی بنیاد

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس اصول کی صراحت ملتی ہے:

"فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ[5]" یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مجبوری کی حالت میں ممنوع چیز استعمال کرنے پر گناہ نہیں، بشرطیکہ نہ خواہش ہو اور نہ حد سے تجاوز۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا گیا: إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ[6] یہ آیات قاعدۂ ضرورت کی قرآنی اساس فراہم کرتی ہیں۔

سنت نبوی ﷺ میں قاعدۂ ضرورت

نبی اکرم ﷺ نے شریعت کی رخصتوں کو قبول کرنے کی ترغیب دی:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى رُخَصُهُ[7] یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ ضرورت کے تحت دی گئی رخصت شریعت ہی کا حصہ ہے، نہ کہ اس سے انحراف۔

شریعت میں آسانی اور رفع حرج:

اسلام انسان کو اس کی استطاعت سے بڑھ کر مکلف نہیں بناتا: "لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" [8] یہ آیت شریعت کے اس بنیادی مزاج کو ظاہر کرتی ہے جس پر قاعدۂ ضرورت قائم ہے۔

ضرورت اور خواہش میں فرق

یہاں یہ فرق سمجھنا ضروری ہے کہ:

- ضرورت: جان، عقل یا دین کے ضیاع کا حقیقی خطرہ
- خواہش: سہولت یا نفس کی رغبت

فقہائے کرام کے نزدیک خواہش کبھی بھی حرام کو حلال کرنے کا سبب نہیں بن سکتی۔

حاصل:

یہ بیان واضح کرتا ہے کہ قاعدۂ الضرورات تبیح المحظورات قرآن و سنت سے ماخوذ ایک مضبوط فقہی اصول ہے جو شریعت کی رحمت اور انسان دوستی کو ظاہر کرتا ہے، مگر اس کا اطلاق صرف حقیقی ضرورت تک محدود ہے۔

قاعدۂ ضرورت اور مقاصد شریعت کا باہمی تعلق

جیسا کہ پہلے واضح کیا گیا، قاعدۂ الضرورات تبیح المحظورات شریعت اسلامیہ کا ایک بنیادی فقہی اصول ہے جو قرآن و سنت سے ماخوذ ہے۔ تاہم اس قاعدے کو اس کے حقیقی مفہوم کے ساتھ سمجھنے کے لیے اسے مقاصد شریعت کے تناظر میں دیکھنا نہایت ضروری ہے۔ مقاصدِ شریعت دراصل وہ اعلیٰ اہداف ہیں جن کی تکمیل کے لیے شریعت کے

تمام احکام نازل کیے گئے۔ قاعدۂ ضرورت انہی مقاصد کی حفاظت اور بقا کا ایک عملی ذریعہ ہے۔

مقاصد شریعت کا مفہوم

مقاصد شریعت سے مراد وہ بنیادی حکمتیں اور مقاصد ہیں جنہیں شارعِ حکیم نے احکامِ شرعیہ کے ذریعے حاصل کرنا چاہا۔ امام شاطبیؒ کے مطابق:

شریعت کے تمام احکام کا مقصد بندوں کے دینی اور دنیوی مصالح کی حفاظت ہے[9] یہ مصالح نہ صرف فرد بلکہ پورے معاشرے کی فلاح وبقا سے متعلق ہیں۔

مقاصد شریعت کی اقسام

علمائے اصول نے مقاصد شریعت کو عمومی طور پر تین درجات میں تقسیم کیا ہے[10]

1. ضروریات .2 حاجیات .3 تحسینیات

قاعدۂ ضرورت کا براہِ راست تعلق پہلے درجے یعنی ضروریات سے ہے، کیونکہ انہی کے ضیاع سے انسانی نظامِ زندگی درہم برہم ہو جاتا ہے۔

ضروریاتِ خمسہ (پانچ بنیادی مقاصد)

ضروریات میں پانچ بنیادی مقاصد شامل ہیں جنہیں ضروریاتِ خمسہ کہا جاتا ہے[11]:

1. حفظ دین .2 حفظ نفس .3 حفظ عقل .4 حفظ نسل .5 حفظ مال

قاعدۂ ضرورت انہی پانچوں کی حفاظت کے لیے استثنائی اجازت فراہم کرتا ہے۔

(1) حفظ نفس اور قاعدۂ ضرورت

حفظ نفس یعنی انسانی جان کی حفاظت شریعت کا سب سے نمایاں مقصد ہے۔ اگر کسی حالت میں حرام چیز نہ کھانے سے جان جانے کا اندیشہ ہو تو شریعت اس کے استعمال کی اجازت دیتی ہے:

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ[12] یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جان کی حفاظت کے لیے وقتی طور پر حرام چیز بھی مباح ہو سکتی ہے۔

(2) حفظ دین اور قاعدۂ ضرورت

بعض اوقات شدید جبر یا خوف کے ماحول میں انسان کو کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں شریعت دل کے ایمان کو برقرار رکھتے ہوئے ظاہری طور پر کلمۂ کفر کہنے کی اجازت دیتی ہے: "إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ[13] یہ اجازت حفظ دین کے اعلیٰ مقصد کے تحت دی گئی ہے۔

(3) حفظ عقل اور قاعدۂ ضرورت

حفظ عقل کا مقصد انسانی شعور اور ذہنی صلاحیتوں کی حفاظت ہے۔ عام حالات میں نشہ آور اشیاء حرام ہیں، لیکن اگر کسی مریض کی جان بچانے کے لیے نشہ آور دوا ناگزیر ہو جائے تو فقہاء نے بقدرِ ضرورت اس کی اجازت دی ہے[14]۔

یہ اجازت عقل کے ضیاع کے لیے نہیں بلکہ جان کے تحفظ کے لیے دی جاتی ہے۔

(4) حفظ نسل اور قاعدۂ ضرورت

نسل کی حفاظت شریعت کا ایک اہم مقصد ہے۔ بعض اضطراری حالات میں جیسے شدید بیماری یا جان کا خطرہ، بعض وہ افعال جو عام حالات میں ناپسندیدہ یا ممنوع ہوں، محدود پیمانے پر جائز قرار دیے جاسکتے ہیں، بشرطیکہ مقصد نسل اور جان کی حفاظت ہو[15]

(5) حفظ مال اور قاعدۂ ضرورت

مال کی حفاظت بھی شریعت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ شدید بھوک یا مجبوری کی حالت میں کسی کا مال (مثلاً کھانا) بغیر اجازت استعمال کرنا عام حالات میں حرام ہے، لیکن جان بچانے کے لیے بقدرِ ضرورت اس کی اجازت دی گئی ہے، البتہ بعد میں اس کا بدل ادا کرنا لازم ہوگا[16]۔

قاعدۂ ضرورت اور حاجیات

اگرچہ قاعدۂ ضرورت کا اصل تعلق ضروریات سے ہے، لیکن بعض فقہاء نے شدید حاجت (حاجتِ عامہ) کو بھی ضرورت کے درجے میں شمار کیا ہے، خصوصاً جب وہ اجتماعی سطح پر ضرر کا باعث بن رہی ہو[17]۔ اس سے شریعت کی وسعت اور اجتماعی مصالح کا لحاظ واضح ہوتا ہے۔

مقاصد شریعت کی روشنی میں قاعدۂ ضرورت کی حدود

مقاصدِ شریعت قاعدۂ ضرورت پر درج ذیل حدود عائد کرتے ہیں:

- اجازت عارضی ہوگی
- اجازت صرف بقدرِ ضرورت ہوگی
- اجازت اصل مقصد (ضروریات خمسہ) کی حفاظت کے لیے ہوگی
- اجازت خواہش یا سہولت کے لیے نہیں ہوگی

یہ حدود قاعدۂ ضرورت کے غلط استعمال کو روکتی ہیں۔

اس میں یہ بات واضح ہوئی کہ قاعدۂ الضرورات تبیح المحظورات محض ایک فقہی رعایت نہیں بلکہ مقاصد شریعت کے تحفظ کا عملی ذریعہ ہے۔ جان، دین، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کے بغیر شریعت کا نظام برقرار نہیں رہ سکتا، اور قاعدۂ ضرورت انہی مقاصد کو غیر معمولی حالات میں محفوظ بناتا ہے۔

قاعدۂ ضرورت کی شرائط، فقہی تطبیقات اور عصری مسائل

قاعدۂ الضرورات تبیح المحظورات کی اصولی بنیادیں اور اس کا مقاصد شریعت کے ساتھ گہرا تعلق واضح کیا گیا۔ اس تیسرے حصے میں اس قاعدے کے عملی اطلاق کو سمجھنے کے لیے اس کی شرائط وقیود، کلاسیکی فقہی تطبیقات اور عصرِ حاضر کے پیچیدہ مسائل کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ضرورت کے نام پر بے قید

توسع (abuse) سے بچتے ہوئے شریعت کی روح ـــ یعنی مصالح کی حفاظت ـــ کو برقرار رکھا جائے۔

قاعدۂ ضرورت کی بنیادی شرائط

فقہائے کرام نے اس قاعدے کے اطلاق کے لیے چند لازم شرائط مقرر کی ہیں تاکہ اجازت حقیقی ضرورت تک محدود رہے:

(1)ضرورت حقیقی ہو، موہوم نہ ہو

ضرورت وہی معتبر ہے جس میں ہلاکت یا شدید ضرر کا غالب گمان ہو، محض اندیشہ یا وہم کافی نہیں[18]۔

اسی بنا پر سہولت، عادت یا ذاتی فائدہ "ضرورت" کے درجے میں نہیں آتا۔

(2)متبادل جائز راستہ موجود نہ ہو

اگر ممنوع سے بچنے کے لیے کوئی جائز متبادل میسر ہو تو رخصت ساقط ہو جاتی ہے[19]۔

یہ شرط شریعت کے اصل حکم کو مقدم رکھتی ہے۔

(3)اجازت بقدرِ ضرورت ہو

قاعدۂ فرعی: الضرورة تُقدَّر بقدرها ـــ ضرورت کو اس کی حد تک ہی ناپا جائے[20]۔

یعنی جتنی ضرورت ہو، اتنی ہی اجازت؛ اس سے تجاوز جائز نہیں۔

(4)اجازت عارضی ہو

ضرورت کے زائل ہوتے ہی اصل حکم بحال ہو جاتا ہے[21]۔

یہ عارضیت قاعدے کے غلط استعمال کے خلاف مضبوط حفاظتی دیوار ہے۔

(5)مقاصد شریعت سے تصادم نہ ہو

کوئی ایسی رخصت معتبر نہیں جو ضروریاتِ خمسہ میں سے کسی کو کلی طور پر پامال کرے[22]۔

فقہی تطبیقات: کلاسیکی مثالیں

(1)اضطرار میں حرام غذا

شدید بھوک میں مردار یا حرام غذا کا بقدرِ ضرورت استعمال ـــ قرآن کی صریح اجازت کے تحت ـــ جائز ہے[23]، مگر سیر ہو کر کھانا جائز نہیں۔

(2)اکراہ کے تحت کلمۂ کفر

جان کے خطرے میں دل کے ایمان کے ساتھ ظاہری کلمۂ کفر کی اجازت ـــ حفظِ دین کے مقصد سے ـــ دی گئی[24]۔

(3)علاج میں حرام اجزاء

اگر جان بچانے کے لیے کوئی دوا حرام جزو پر مشتمل ہو اور جائز متبادل موجود نہ ہو تو بقدرِ ضرورت اجازت دی گئی[25]۔

(4)مالِ غیر کا اضطراری استعمال

جان بچانے کے لیے کسی کا کھانا اجازت کے بغیر استعمال کیا جا سکتا ہے، مگر بعد میں تاوان/بدل لازم ہو گا[26]۔

قاعدۂ ضرورت اور حاجت عامہ

بعض صورتوں میں حاجت عامہ (اجتماعی ضرورت) کو ضرورت کے درجے میں رکھا گیا ہے—خصوصاً جب اس کے نہ ماننے سے عمومی حرج لازم آئے[27]۔

یہ توسع مقاصدی ہے، نہ کہ بے قید۔

عصری مسائل میں قاعدۂ ضرورت

(1)طب و بایو میڈیسن

- اعضاء کی پیوند کاری: جان بچانے کی حقیقی ضرورت، رضامندی، عدمِ تجارت—شرائط کے ساتھ جواز[28]
- خون کی منتقلی: بقا کی ضرورت کے تحت جائز، بشرطِ حفاظتِ نفس۔

(2)مالیاتِ معاصرہ

- اضطراری قرض: شدید مجبوری میں بعض معاہدات کی وقتی رعایت—جب واضح متبادل نہ ہو—مقاصدی قید کے ساتھ[29]۔

(3)وبائی حالات و اجتماعی فیصلے

- لاک ڈاؤن/اجتماعات کی تحدید: حفظِ نفس کے مقصد سے وقتی پابندیاں—قاعدۂ ضرورت کے تحت—جائز[30]۔

غلط فہمیاں اور احتیاطی اصول

- ضرورت کو خواہش میں تبدیل کرنا قاعدے کی روح کے خلاف ہے۔
- ہر مشکل "ضرورت" نہیں؛ تشخیص اہل علم کی ذمہ داری ہے[31]۔
- سدّ ذرائع کے اصول کو نظرانداز نہ کیا جائے تاکہ رخصت مستقل روش نہ بن جائے۔

حاصل بحث:

قاعدۂ "الضرورات تبیح المحظورات" شریعت اسلامیہ کی رحمت، حکمت اور توازن کا عملی مظہر ہے۔ یہ قاعدہ انسان کو ہلاکت سے بچاتا ہے، مگر ساتھ ہی حدود قائم رکھتا ہے۔ مقاصدِ شریعت کی روشنی میں اس کا درست اطلاق تبھی ممکن ہے جب:

- ضرورت حقیقی ہو،
- اجازت بقدرِ ضرورت اور عارضی ہو،

- اور نتیجہ ضروریاتِ خمسہ کے تحفظ میں نکلے۔

یوں یہ قاعدہ نہ صرف کلاسیکی فقہ میں بلکہ عصر حاضر کے پیچیدہ چیلنجز میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے— بشرطیکہ اسے ذمہ داری کے ساتھ برتا جائے۔

نتائجِ تحقیق

1. قاعدۂ الضرورات تبیح المحظورات اسلامی فقہ کا ایک بنیادی اور مسلمہ اصول ہے جو براہِ راست قرآن و سنت سے ماخوذ ہے۔
2. یہ قاعدہ شریعت اسلامیہ کی رحمت، وسعت اور انسان دوستی کو واضح طور پر ظاہر کرتا ہے۔
3. قاعدۂ ضرورت کا اصل مقصد انسانی جان اور بقا کو ہلاکت سے بچانا ہے، نہ کہ حرام کو مستقل طور پر حلال قرار دینا۔
4. ضرورت کی بنیاد مقاصد شریعت پر قائم ہے، بالخصوص ضروریاتِ خمسہ کے تحفظ پر۔
5. ہر مشکل یا تنگی کو ضرورت قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ صرف وہی حالت معتبر ہے جس میں شدید ضرر یا ہلاکت کا حقیقی خطرہ موجود ہو۔
6. قاعدۂ ضرورت کا اطلاق اسی صورت میں درست ہے جب کوئی جائز اور شرعی متبادل راستہ موجود نہ ہو۔
7. فقہی اصول الضرورة تُقدَّر بقدرها اس قاعدے کی سب سے اہم قید ہے، جس کے تحت اجازت صرف ضرورت کی حد تک محدود رہتی ہے۔
8. ضرورت کے تحت دی جانے والی اجازت ہمیشہ عارضی ہوتی ہے، اور ضرورت کے ختم ہوتے ہی اصل شرعی حکم دوبارہ نافذ ہو جاتا ہے۔
9. قاعدۂ ضرورت کا غلط یا بے جا استعمال شریعت کے مقاصد کے خلاف ہے اور معاشرتی فساد کا سبب بن سکتا ہے۔
10. فقہ اسلامی میں جان، دین اور عقل کے تحفظ کو ہمیشہ دیگر مصالح پر ترجیح دی گئی ہے۔
11. بعض صورتوں میں حاجتِ عامہ کو ضرورت کے درجے میں رکھا گیا ہے، بشرطیکہ اس کے نہ ماننے سے عمومی حرج لاحق ہو۔
12. قاعدۂ ضرورت عصرِ حاضر کے طبّی، معاشی اور اجتماعی مسائل کے حل میں نہایت اہم اور کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔
13. وبائی امراض اور اجتماعی خطرات کے مواقع پر بعض شرعی پابندیاں قاعدۂ ضرورت کے تحت جائز قرار پاتی ہیں۔
14. قاعدۂ ضرورت انفرادی مصالح کے ساتھ ساتھ اجتماعی مصلحت کی حفاظت کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔
15. اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قاعدۂ ضرورت شریعت کی لچک اور حکمت کا مظہر ہے، تاہم اس کا اطلاق صرف اہلِ علم کی نگرانی اور فقہی اصولوں کی روشنی میں ہونا چاہیے۔

مصادر ومراجع
القرآن الكريم.
أبو إسحاق إبراهيم بن موسى الشاطبي، الموافقات في أصول الشريعة، دار المعرفة، بيروت، لبنان، 1997م.
أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، المستصفى من علم الأصول، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، 1993م.
زين الدين بن نجيم الحنفي، الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، 1999م.
بدر الدين محمد بن عبد الله الزركشي، المنثور في القواعد الفقهية، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت، دولة الكويت، 1985م.
شمس الأئمة محمد بن أحمد السرخسي، المبسوط، دار المعرفة، بيروت، لبنان، 1993م.
محمد أمين بن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر، بيروت، لبنان، 2000م.
أحمد بن إدريس القرافي، الفروق، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، 1998م.
محمد بن مكرم بن منظور الإفريقي، لسان العرب، دار صادر، بيروت، لبنان، 1990م.
وهبة الزحيلي، أصول الفقه الإسلامي، دار الفكر، دمشق، سوريا، 2006م.
محمد الطاهر بن عاشور، مقاصد الشريعة الإسلامية، دار السلام، القاهرة، مصر، 2006م.
قرارات وتوصيات مجمع الفقه الإسلامي الدولي، منظمة التعاون الإسلامي، جدة، المملكة العربية السعودية، 2019م.

[1] الضرورات تبيح المحظورات —— فقہی قاعدہ، القواعد الفقهية العامة، مصادر أصول الفقه.
al-ḍarūrāt tubīḥ al-maḥẓūrāt — Islamic legal maxim, Qawāʿid Fiqhiyyah.

[2] الإمام بدر الدين محمد بن عبد الله الزركشي، المنثور في القواعد الفقهية، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت، 1985م، الجزء الأول، الصفحة 45–47.
Imām Badr al-Dīn Muḥammad b. ʿAbd Allāh al-Zarkashī, al-Manthūr fī al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah, Kuwait, 1985, vol. 1, pp. 45–47.

[3] محمد بن مكرم بن منظور الإفريقي، لسان العرب (مادة: ضرر)، دار صادر، بيروت، 1990م، الجزء الرابع، الصفحة 482–484.
Muḥammad b. Mukarram Ibn Manẓūr, Lisān al-ʿArab (root: ḍarar), Beirut, 1990, vol. 4, pp. 482–484.

[4] أبو إسحاق إبراهيم بن موسى الشاطبي، الموافقات في أصول الشريعة، دار المعرفة، بيروت، 1997م، الجزء الثاني، الصفحة 8–12.
Abū Isḥāq Ibrāhīm b. Mūsā al-Shāṭibī, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah, Beirut, 1997, vol. 2, pp. 8–12.

[5]القرآن الكريم، سورة البقرة، الآية 173.

al-Qurʾān al-Karīm, Sūrah al-Baqarah, verse 173.

[6]القرآن الكريم، سورة الأنعام، الآية 119.

al-Qurʾān al-Karīm, Sūrah al-Anʿām, verse 119.

[7]الإمام أحمد بن حنبل،مسند الإمام أحمد،الرسالة،بيروت، 2001م، الحديث في باب الرخص الشرعية.

Imām Aḥmad b. Ḥanbal, Musnad Aḥmad, Beirut, 2001, ḥadīth on legal concessions.

[8]القرآن الكريم، سورة البقرة، الآية 286.

al-Qurʾān al-Karīm, Sūrah al-Baqarah, verse 286.

[9]أبو إسحاق إبراهيم بن موسى الشاطبي، الموافقات في أصول الشريعة، دار المعرفة، بيروت، 1997م، الجزء الأول، الصفحة 3–7.

Abū Isḥāq I. Mūsā al-Shāṭibī, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah, Beirut, 1997, vol.1, pp. 3–7.

[10]أبو إسحاق إبراهيم بن موسى الشاطبي، الموافقات في أصول الشريعة، دار المعرفة، بيروت، 1997م، الجزء الثاني، باب المقاصد، الصفحة 8–15.

Abū Isḥāq Ibrāhīm b. Mūsā al-Shāṭibī, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah, Beirut, 1997, vol. 2, Bāb al-Maqāṣid, pp. 8–15.

[11]أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، المستصفى من علم الأصول، دار الكتب العلمية، بيروت، 1993م، الجزء الأول، الصفحة 174–176.

Abū Ḥāmid Muḥammad b. Muḥammad al-Ghazālī, al-Mustaṣfā min ʿIlm al-Uṣūl, Beirut, 1993, vol. 1, pp. 174–176.

[12]القرآن الكريم، سورة البقرة، الآية 173.

al-Qurʾān al-Karīm, Sūrah al-Baqarah, verse 173.

[13]القرآن الكريم، سورة النحل، الآية 106.

al-Qurʾān al-Karīm, Sūrah al-Naḥl, verse 106.

[14]محمد أمين بن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر، بيروت، 2000م، الجزء الخامس، الصفحة 249–251.

M. ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār, Beirut, 2000, vol. 5, pp.249–251.

[15]أبو إسحاق إبراهيم بن موسى الشاطبي، الموافقات في أصول الشريعة، دار المعرفة، بيروت، 1997م، الجزء الرابع، الصفحة 194–198.

Abū Isḥāq Mūsā al-Shāṭibī, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah, Beirut, 1997, vol. 4, pp. 194–198.

[16]شمس الأئمة محمد بن أحمد السرخسي، المبسوط، دار المعرفة، بيروت، 1993م، الجزء العاشر، الصفحة 144–146.

Shams al-A'immah M b. Aḥmad al-Sarakhsī, al-Mabsūṭ, Beirut, 1993, vol. 10, pp. 144–146.

[17]زين الدين بن نجيم الحنفي، الأشباه والنظائر،دار الكتب العلمية، بيروت، 1999م، الصفحة 85–90.

Zayn al-Dīn Ibn Nujaym al-Ḥanafī, al-Ashbāh wa al-Naẓā'ir, Beirut, 1999, pp. 85–90.

[18]زين الدين بن نجيم الحنفي، الأشباه والنظائر،دار الكتب العلمية، بيروت، 1999م، الصفحة 85–90.

Zayn al-Dīn Ibn Nujaym al-Ḥanafī, al-Ashbāh wa al-Naẓā'ir, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 1999, pp. 85–90.

[19]أبو إسحاق إبراهيم بن موسى الشاطبي، الموافقات في أصول الشريعة، دار المعرفة، بيروت، 1997م، الجزء الثاني، الصفحة 286–292.

Abū Isḥāq Ibrāhīm b. Mūsā al-Shāṭibī, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah, Dār al-Maʿrifah, Beirut, 1997, vol. 2, pp. 286–292.

[20]الضرورة تُقدَّر بقدرها، قاعدة فقهية كلية، مذكورة في كتب القواعد الفقهية، الأشباه والنظائر.

al-ḍarūrah tuqaddar bi-qadarihā, major Islamic legal maxim cited in books of legal maxims.

[21]شمس الأئمة محمد بن أحمد السرخسي، المبسوط، دار المعرفة، بيروت، 1993م، الجزء العاشر، الصفحة 144–146.

Shams al-A'immah Muḥammad b. Aḥmad al-Sarakhsī, al-Mabsūṭ, Dār al-Maʿrifah, Beirut, 1993, vol. 10, pp. 144–146.

[22]أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، المستصفى من علم الأصول، دار الكتب العلمية، بيروت، 1993م، الجزء الأول، الصفحة 174–176.

Abū Ḥāmid Muḥammad b. Muḥammad al-Ghazālī, al-Mustaṣfā min ʿIlm al-Uṣūl, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 1993, vol. 1, pp. 174–176.

[23]القرآن الكريم، سورة البقرة، الآية 173.

al-Qur'ān al-Karīm, Sūrah al-Baqarah, verse 173.

[24]القرآن الكريم، سورة النحل، الآية 106.

al-Qur'ān al-Karīm, Sūrah al-Naḥl, verse 106.

[25] محمد أمين بن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر، بيروت، 2000م، الجزء الخامس، الصفحة 249–251.

Muḥammad Amīn Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār, Dār al-Fikr, Beirut, 2000, vol. 5, pp. 249–251.

[26] شمس الأئمة محمد بن أحمد السرخسي، المبسوط، دار المعرفة، بيروت، 1993م، الجزء العاشر، الصفحة 150–152.

Shams al-Aʾimmah Muḥammad b. Aḥmad al-Sarakh

[27] مجمع الفقه الإسلامي الدولي، قرارات وتوصيات مجمع الفقه الإسلامي، منظمة التعاون الإسلامي، جدة، 2019م، الصفحة 112–118.

International Islamic Fiqh Academy, Decisions and Resolutions, OIC, Jeddah, 2019, pp. 112–118.

[28] مجمع الفقه الإسلامي الدولي، قرارات وتوصيات مجمع الفقه الإسلامي، منظمة التعاون الإسلامي، جدة، 2019م، الصفحة 112–118.

International Islamic Fiqh Academy,Decisions and Resolutions,OIC,Jeddah,2019, pp.112–118.

[29]وهبة الزحيلي،الفقه الإسلامي وأدلته،دار الفكر،دمشق 2006م،الجزءالثامن،الصفحة 6025–6032.

30 Wahbah al-Zuḥaylī, al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuh, Dār al-Fikr, Damascus, 2006, vol. 8, pp. 6025–6032.

محمد الطاهر بن عاشور، مقاصد الشريعة الإسلاميةدار السلام،القاهرة، 2006م،الصفحة 121–125.

31 Muḥammad al-Ṭāhir Ibn ʿĀshūr, Maqāṣid al-Sharīʿah al-Islāmiyyah, Dār al-Salām, Cairo, 2006, pp. 121–125.

أحمد بن إدريس القرافي، الفروق، دار الكتب العلمية، بيروت، 1998م، الجزء الثاني، الصفحة 32–35.

Aḥmad b. Idrīs al-Qarāfī, al-Furūq, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah,Beirut,1998, vol. 2, pp.32–35